رئیس القلم، مناظر اسلام، فاتح افریقہ، بانی مدارس کثیرہ،
حضرت علامہ مولانا ارشد القادری علیہ الرحمہ کی سیرت اور کارناموں پر مایہ ناز تحریر
تذکرۂ رئیس التحریر
از قلم
نبیرہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا
مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی
ناشر
تحریک اتحاد اہلسنّت پاکستان
O.T. 9/105 کھادر کراچی۔ فون 2437915
سلسلہ مفت اشاعت 60

Waris e Uloom e Alahazrat, Nabirah e Hujjat ul Islam, Janasheen e Mufti e Azam Hind, Jigar Gosha e Mufassir e Azam Hind, Shaikh ul Islam Wal Muslimeen, Qazi ul Quzzat, Taj ush Shariah Mufti

Muhammad Akhtar Raza Khan

Qadiri Azhari Rahmatullahi Alihi

Or Khaanwada e Alahazrat k Deegar Ulama e Kiram Ki Tasneefat Or Hayaat o Khidmaat k Mutaluah k Liyae Visit Karen.

To discover about writings, services and relical life of the sacred heir of Imam Ahmed Raza, the grandson of Hujut-ul-Islam, the successor of Grand Mufti of India, his Holiness, Tajush-Shariah, Mufti

Muhammd Akhter Raza Khan

Qadri Azhari Rahmatullahi Alihi

the Chief Islamic Justice of India, and other Scholars and Imams of golden Razavi ancestry, visit

www.muftiakhtarrazakhan.com

رئیس القلم، مناظر اسلام، فاتح افریقہ، بانی مدارس کثیرہ،
حضرت علامہ مولانا ارشد القادری علیہ الرحمہ کی سیرت اور کارناموں پر مایہ ناز تحریر

تذکرۂ رئیس التحریر

از قلم

نبیرہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا

مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

ناشر تحریک اتحاد اہلسنّت پاکستان
O.T. 9/105 کھارادر کراچی۔ فون 2437915

سلسلہ مفت اشاعت 60

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم
اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

کتاب کا نام : تذکرہ رئیس التحریر

تحریر : نبیرۂ صدر الشریعہ

حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی

سن اشاعت : صفر المظفر ۱۴۲۵ھ بمطابق اپریل 2004ء

تعداد : دو ہزار (2000)

سلسلہ مفت اشاعت : ساٹھ (60)

ناشر : تحریک اتحاد اہلسنّت پاکستان، میٹھادر کراچی۔

عرض ناشر

"تذکرہ رئیس التحریر" آپ کے ہاتھوں میں ہے یہ "نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی مدظلہ العالی" کی تصنیف ہے۔ تحریک اتحاد اہلسنّت پاکستان کی جانب سے دو لاکھ سے زائد کتب اور رسالہ (المصطفیٰ) اور لاکھوں کی تعداد میں پمفلٹ مفت تقسیم کیے گئے ہیں۔ آپ حضرات سے گزارش ہے کہ سلسلہ مفت اشاعت کو مزید ترقی دینے کے لیے آپ ہمارے ساتھ بھرپور مالی تعاون فرمائیں۔ شکریہ۔

از: ادارہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

رئیس القلم، ملک التحریر حضرت علامہ ارشد القادری علیہ رحمۃ القوی ہوں یا وہ علمائے کرام جن کی ذوات قدسیہ نے اپنے وقت کے عظیم المرتبت علماء جلالت العلم، استاذ العلماء، حافظ الملۃ والدین، محدث مبارکپور حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز، اور حجۃ الاسلام، شہزادۂ امام اہل سنت مولانا حامد رضا خاں اور تاجدار اہل سنت، شہزادۂ امام اہل سنت حضور مفتی اعظم ہند مصطفیٰ رضا خاں اور صدر الشریعہ، بدر الطریقہ، فقیہ اعظم ہند، مولانا حکیم مفتی امجد علی اعظمی علیہم الرحمہ جیسی ذوات قدسیہ کی تربیت گاہ سے اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی و اعتقادی تربیت حاصل کی ان حضرات کو یہ خصوصی و امتیازی ملکہ حاصل ہے کہ بلا خوف وخطر علی الاعلان احقاق حق اور ابطال باطل فرمانا ان کا طرۂ امتیاز وشعار رہا ہے جو انہیں اپنے اسلاف سے ورثہ میں ملا ہے اور اس بات کا اعتراف ہی نہیں بلکہ خود رئیس التحریر حضرت علامہ ارشد القادری علیہ رحمۃ القوی فخریہ بیان فرماتے ہیں۔

"میرے پاس فکر و شعور اور علم فن کی جو بھی پونجی ہے وہ حافظ ملت علیہ الرحمہ کے علمی فیضان اور روحانی توجہ اور ان کی مستجاب دعاؤں کی برکت ہے اور ان کی دلنواز شفقت و رحمت نے میری فکر کو بالیدگی (افزائش) اور میری زبان کو گویائی اور میرے قلم کو مسلک اعلیٰ حضرت کی ترجمانی کا شرف بخشا اور ان کی فکری تربیت کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ باطل قوتوں سے مجھے لڑنے کا جذبہ عطا ہوا"۔

ولادت:

مشرقی یوپی (UP) ضلع بلیا کے سید پورہ نامی گاؤں میں تقریباً 1925ء میں ایک علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ اس گاؤں کو ابتداءً صرف "پورہ" کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا ایک سید صاحب جو عارف باللہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی علیہ الرحمہ کے مرید و خلیفہ تھے کہیں سے سیاحت کرتے ہوئے اس پورہ گاؤں سے گزرے یہ گاؤں انہیں اتنا پسند آیا کہ یہیں مقیم ہو گئے یہاں تک کہ اسی گاؤں میں ان کا وصال بھی ہوا اور وہیں مدفون بھی ہیں ان کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے اس وقت سے اس گاؤں کا نام "پورہ" سے "سید پورہ" ہو گیا۔

آپ کے والد گرامی حضرت مولانا عبدہ عبداللطیف علیہ الرحمہ ایک درویش صفت، متقی اور سلسلہ

رشیدیہ کے سالک تھے۔اسی نسبت سے آپ کا نام "غلام رشید" تجویز فرمایا بعد میں "ارشد القادری" کے تخلص سے مشہور و متعارف ہوئے۔

سلسلہ نسب:۔

حضرت علامہ غلام رشید المعروف بہ ارشد القادری بن مولانا عبدہ عبد اللطیف بن حضرت مولانا عظیم اللہ صاحب۔

آپ کے والد ماجد بھی اپنے وقت کے عظیم علماء میں شمار ہوتے تھے۔جنہوں نے حضرت صدر الشریعہ بدر الطریقہ حکیم مفتی ابو العلاء محمد امجد علی اعظمی کے استاد امام المعقولات، استاذ الاساتذہ حضرت علامہ ہدایت اللہ خان صاحب رامپوری علیہ الرحمہ سے مدرسہ حنفیہ جونپور میں درسیات کی تکمیل کی آپ کے جد امجد مولانا عظیم اللہ صاحب نے بھی انہی استاد اور درسگاہ (علامہ ہدایت خان، مدرسہ حنفیہ) سے اکتساب فیض کیا۔

تعلیم و تربیت:

ابتدائی درسی کتب آپ نے اپنے والد ماجد اور جد امجد سے پڑھیں اس کے بعد آپ کے برادر معظم فیض العارفین حضرت علامہ شاہ غلام آسی قبلہ مدظلہ العالی نے ہندوستان کی عظیم دینی اور شہرۂ آفاق درسگاہ دار العلوم اشرفیہ مصباح العلوم مبارک پور جو اس وقت الجامعۃ الاشرفیہ (عربک یونیورسٹی) کے نام سے دنیا میں موسوم ہے

اور اس کے فارغ التحصیل طلبہ دنیا کے گوشے گوشے میں دین اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں اسی درسگاہ کے بطل عظیم جلالت العلم استاذ الاساتذہ حضور حافظ الملت والدین کی آغوش تربیت میں دے دیا جن کی نگاہ کیمیا اثر نے صرف انہی کو نہیں بلکہ ان جیسے سینکڑوں افراد کو دین اسلام کا عظیم ستون بنا دیا۔اور جلد ہی اپنی فطری صلاحیتوں کے سبب آپ کا شمار ادارے کے ممتاز طلباء میں ہونے لگا، حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ آپ کی تعلیم کا ذکر کرتے ہوئے اکثر فرمایا کرتے تھے کہ "پوری زندگی میں ارشد القادری کی طرح بخاری شریف کی عبارت پڑھنے والا کوئی نہیں ملا۔" علامہ کو حضرت کا اس قدر قرب حاصل تھا کہ جب چند اندرونی اسباب کی وجہ سے ۱۳۶۰ء میں حضرت حافظ ملت دار العلوم اشرفیہ مبارک پور سے جامعہ عربیہ ناگ پور تشریف لے گئے تو

آپ بھی حضرت کے ہمراہ تھے۔

شرفِ بیعت:۔

شرف بیعت فقیہ اعظم ہند حضرت صدر الشریعہ الحاج مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے حاصل تھا۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کی وفات:۔

حضرت علامہ ارشد القادری بن مولانا عبدہ عبد اللطیف بن حضرت علامہ عظیم اللہ علیہم الرحمہ نے تقریباً ۷۷ سال کی عمر میں بروز ہفتہ سہ پہر ۳ بجے ۱۴ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ بمطابق ۲۹ اپریل ۲۰۰۲ء کو اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ فرماگئے یہ عظیم سانحہ تمام امت مسلمہ کے لیے بہت بڑا خلاء ہے جس کو پر کرنا بہت مشکل ہے اللہ تعالیٰ ہم اہلسنّت و جماعت کو ان کا نعم البدل عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

ذیل میں نہایت اختصار کے ساتھ چند کارنامے درج کیے جاتے ہیں۔

رئیس التحریر کے چند اہم کارنامے

علمی و دینی خدمات:

حضرت علامہ موصوف کا مصباح العلوم جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ (انڈیا) سے ۱۹۴۴ء میں علوم و فنون سے فراغت کے بعد سے آخری عمر تک ملک و بیرون ملک میں علمی، دینی، تبلیغی، تدریسی اور قلمی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع و عریض ہے کہ اسے احاطہ تحریر میں لانا مجھ جیسے کم علم کے لیے ناممکن ہے حضرت علامہ موصوف نے مدرسہ اسلامیہ شمس العلوم ناگپور مہاراشٹر اور مدرسہ فیض العلوم جمشید پور بہار میں تدریسی خدمات انجام دیں وہاں سے کم و بیش ڈیڑھ ہزار ایسے جید علماء پیدا کیے جو اکناف عالم میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں انہیں جید علماء میں سے ایک ان کے بڑے چہیتے اور قابل فخر شاگرد اپنے وقت کے عظیم فقیہ جلال الملت مفتی جلال الدین امجدی ہیں جن کی فقاہت اور علمی و تصنیفی خدمات سے دنیائے سنیت ہی نہیں بلکہ اغیار بھی خوب واقف ہیں۔

۱۹۵۰ء میں حضور حافظ ملت علیہ الرحمہ کے حکم پر دینی و تبلیغی خدمت کے لئے صوبہ بہار کے مشہور شہر

ٹاٹانگر جمشید پور تشریف لے گئے جہاں لگاتار پانچ سال تک کھلے آسمان کے نیچے سڑکوں کے کنارے بوریا بچھا کر قوم کے نونہالوں کو تعلیم دیتے رہے اور ہزاروں مصائب و آلام کے باوجود آپ کے قدموں میں ذرہ برابر بھی لغزش نہ آئی۔

تعلیمی اداروں کا قیام:

حضرت علامہ نے تدریسی، تصنیفی اور بحث و مناظروں کی مصروفیات کے باوجود اندرون ملک و بیرون ملک میں بے شمار ادارے قائم فرمائے جو آپ ہی کا حصہ ہے چند اداروں کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) ادارہ شرعیہ، پٹنہ بہار
(۲) مدرسہ فیض العلوم، جمشید پور بہار
(۳) مدرسہ اسلامی مرکز رانچی بہار
(۴) دارالعلوم گلشن بغداد ہزاری باغ بہار
(۵) مدرسہ مدینۃ الرسول کوڈرمہ بہار
(۶) مدرسہ مظہر حسنات رام گڑھ، بہار
(۷) مدرسہ تنویر الاسلام ٹیلکو بہار
(۸) مدرسہ عزیز الاسلام جگسلائی بہار
(۹) جامعہ غوثیہ رضویہ پیروالی گلی، سہارنپور یوپی
(۱۰) دارالعلوم رشیدیہ رضویہ بلیا یوپی
(۱۱) جامعہ نظام الدین اولیاء نئی دہلی
(۱۲) جامعہ مدینۃ الاسلام ڈین ہاگ، ہالینڈ
(۱۳) اسلامک مشنری کالج بریڈفورڈ برطانیہ
(۱۴) دارالعلوم علیمیہ، سوری نام امریکہ

اس کے علاوہ ملک و بیرون ملک میں تبلیغی و تنظیمی و دینی و ثقافتی ادارے و مساجد قائم فرمائے ان میں عالمی شہرت یافتہ اور قابل فخر ادارے ورلڈ اسلامک مشن اور دعوت اسلامی بھی شامل ہیں اول الذکر ادارہ کی بنیاد مکہ مکرمہ کے دار ارقم میں رکھی گئی یہ وہی مقام ہے کہ جہاں سید الانبیاء ﷺ نے دین قویم کی بنیاد رکھی تھی اور آخر الذکر (دعوت اسلامی) کی داغ بیل پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ دارالعلوم امجدیہ کراچی میں ڈالی گئی نیز حضرت علامہ کے عظیم کارناموں میں یہ کارنامے بھی ہیں کہ انہوں نے ملک و بیرون ملک میں بڑی بڑی کانفرنسوں کا انعقاد فرمایا۔

مدرسہ فیض العلوم کا قیام:۔

سالہا سال کی جد و جہد اور روز و شب کی کوششوں سے ٹاٹا کمپنی کی زمین حاصل کر کے دارالعلوم فیض العلوم کی بنیاد رکھی۔ یہ ایک ایسا عظیم کارنامہ تھا جس نے جمشید پور کے بچے بچے کو آپ کا گرویدہ بنا دیا مگر آپ نے

نعمانی سے کیا اس مناظرے میں اہل سنت کی طرف سے فرائض صدارت پر حضور مجاہد ملت علامہ محمد حبیب الرحمن صاحب قبلہ علیہ الرحمہ تھے جبکہ دیوبندیوں کی طرف سے صدر مولوی اسماعیل سنگی تھا۔ مناظرے کے دوسرے دن بحث کے دوران دیوبندی مناظر مولوی عبداللطیف نعمانی کو اقرار کرنا پڑا کہ حفظ الایمان ص ۱۳ کی عبارت میں لفظ "ایسا" تشبیہ کے لیے ہے اور اس لفظ سے رسول اللہ ﷺ کے علم پاک کو رذائل (کمتروں) سے تشبیہ دی گئی ہے جو موجب اہانت و کفر ہے اس اقرار کے نتیجے میں سارے مجمع پر یہ بات آفتاب نیم روز کی طرح روشن اور واضح ہوگئی کہ مولوی اشرف علی تھانوی اور ان کی حمایت کرنے والے دیوبندی مناظرین اقراری طور پر اہانت رسول ﷺ کے مرتکب اور خارج از اسلام ہیں یہ اعلان ہوتا تھا کہ دیوبندی مناظرین اسٹیج چھوڑ کر بھاگ گئے جو ان کی قدیم روایت ہے اور اہل سنت نے فتح مبین زندہ آباد کے نعرے لگائے اس مناظرہ میں معاونین کی حیثیت سے اہل سنت کی طرف سے جو علماء شریک ہوئے تھے ان میں سلطان المتکلمین حضرت علامہ مفتی رفاقت حسین صاحب قبلہ، اجمل العلماء حضرت مفتی شاہ اجمل صاحب نعیمی، حضرت علامہ نظام الدین صاحب الہ آبادی، مجاہد دوراں حضرت سید مظفر حسین صاحب پھوپھوی اور حضرت مولانا مفتی شائق صاحب نعیمی کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

دوسرا مناظرہ:

حضرت علامہ موصوف نے دوسرا مناظرہ بھواباژار ضلع چھپرا (بہار) میں قیام وسلام کے موضوع پر کیا اس مناظرے میں دیوبندیوں کی طرف سے مناظر مولوی عبدالسلام لکھنوی تھے اور صدر مولوی نور محمد ٹانڈوی تھے جبکہ اہل سنت کی طرف سے صدارت کے فرائض سلطان المتکلمین حضرت مفتی رفاقت حسین صاحب علیہ الرحمہ نے انجام دیئے یہ مناظرہ حضرت علامہ نے ایک ہی دن میں فتح کر لیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ کئی مہینے پیشتر مولوی عبدالسلام لکھنوی بھواباژار آئے اور انہوں نے اپنی تقریر میں قیام وسلام کی مذمت میں چیخ چیخ کر اعلان کیا تھا کہ سلام وقیام ناجائز وحرام ہے جب مناظرہ شروع ہوا تو اس موضوع پر بحث کے آغاز سے پہلے ہی حضرت علامہ نے ان سے سوال کیا کہ قیام وسلام کے بارے میں آپ کا جماعتی عقیدہ کیا ہے کیا آپ اس کو حرام سمجھتے ہیں یا ناجائز؟ سوال کے تیور سے ہی فریق نے سمجھ لیا کہ اگر میں حرام کہتا ہوں تو یہ بحث مجھے مخمصے (مشکل) میں ڈال دے گی اس لیے اس نے جواب سے جان چھڑانے کے لیے الٹے حضرت

علامہ سے سوال کر دیا کہ آپ بتائیے کہ آپ قیام وسلام کو کیا سمجھتے ہیں؟ حضرت علامہ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ میرے سوال کے بعد آپ کی حیثیت صرف مجیب کی ہے اگر آپ جواب دے سکتے ہوں تو جواب دیجئے ورنہ صاف صاف کہہ دیجئے کہ میں جواب نہیں دے سکتا پھر وہ کھڑے ہوئے اور جواب دینے کے بجائے الٹے حضرت علامہ سے سوال کرتے رہے جوان کا ہمیشہ سے شیوہ رہا ہے جب کئی بار ایسا ہوا تو مجمع میں سے بہت سے لوگ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے چیخ چیخ کر کہنا شروع کیا کہ کیوں مولوی صاحب آج سے تین مہینے پہلے آپ ہی یہاں آئے تھے اور آپ جلسے میں گلا پھاڑ پھاڑ کر چیخ رہے تھے کہ سلام وقیام حرام ہے، سلام و قیام حرام ہے لیکن آج جب اہل سنت کا شیر آیا ہے تو وہی بات ان کے سامنے کیوں نہیں دہراتے اس کا کھلا ہوا مطلب ہے کہ ہم لوگوں کو مورکھ (بے وقوف) سمجھ کر آپ نے دھوکہ دیا جب آپ ہمارے مناظر کے سامنے اپنا عقیدہ بیان نہیں کر سکتے تو پھر آپ بحث کیا کریں گے اس جلسہ میں سب لوگ اچھی طرح سمجھ گئے کہ جب آپ قیام وسلام کو بار بار مطالبہ کے باوجود حرام نہیں کہہ سکتے تو اس کا حرام ہونا کیا ثابت کریں گے عوام کے اس ردعمل کے نتیجے میں دیوبندیوں کی بڑی رسوائی ہوئی اور اپنے مناظر کو اسٹیج سے اٹھا کر لے گئے کیوں کہ عوام کا شور وشغب اتنا بے قابو ہو گیا کہ اس کے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا اور اس کے بعد اہل سنت نے فتح کا جلوس نکالا اور پورا علاقہ تکبیر ورسالت کے نعروں سے گونجتا رہا اس مناظرہ کے بعد سے چھپرا سیوان اور گوپال گنج کے علاقے میں سنیت کا ماحول پیدا ہو گیا اور جگہ جگہ اہل سنت کے ادارے ومدارس قائم ہوئے۔

تیسرا مناظرہ:

حضرت علامہ موصوف نے تیسرا مناظرہ "تبلیغی جماعت" کے موضوع پر مقام نیر ضلع امراوتی صوبہ مہاراشٹر میں دارالعلوم دیوبند کے مبلغ مولوی ارشاد احمد سے کیا اس مناظرہ کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ مناظرہ رات کے وقت ایک قلعہ کے اندر ہوا وہاں کے DSP صاحب دونوں طرف سے خود مناظرہ کے کنٹرولر تھے پولیس کی طرف سے مناظرہ کے لیے صرف تین گھنٹہ وقت مقرر ہوا تھا حضرت علامہ نے اپنی تقریر کے دوران مولوی منظور احمد نعمانی کی مرتب کردہ کتاب "ملفوظات مولوی الیاس" کے حوالے سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ تبلیغی جماعت کے قیام کا مقصد قرآن وحدیث کی تعلیمات کو پھیلانا نہیں ہے بلکہ مولوی اشرف علی تھانوی کی تعلیمات کو عام کرنا ہے۔ اس لیے اہل سنت کے جو علماء تھانوی صاحب کی تعلیمات کو قرآن وحدیث کے

خلاف سمجھتے ہیں انہیں بجا طور پر حق پہنچتا ہے کہ وہ تبلیغی جماعت کا خود بھی بائیکاٹ کریں اور اپنے عوام کو بھی تبلیغی جماعت سے الگ رہنے کی تلقین فرمائیں مولوی ارشاد صاحب نے اپنی جوابی تقریر میں اس الزام کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ مولانا منظور نعمانی کی مرتب کردہ کتاب مولانا الیاس کی اپنی تصنیف کردہ کتاب نہیں ہے بلکہ وہ ان کے ملفوظات ہیں اس لیے اس کی عبارت سے ہمارے خلاف کوئی الزام قائم نہیں کیا جا سکتا علامہ نے اس کے جواب میں کہا کہ آپ کی اس تقریر سے دو باتیں ثابت ہوتی ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ ملفوظات کے مرتب مولوی منظور نعمانی پر آپ کو اعتماد نہیں ہے حالانکہ لاہور کے مناظرے میں وہ آپ کے اکابر کے معتمد کی حیثیت سے گئے تھے اور دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ آپ کی نظر میں تھانوی صاحب کی تعلیمات اس قابل نہیں ہیں کہ انہیں تبلیغی جماعت کے ذریعہ مسلمانوں میں پھیلایا جا سکے کیونکہ آپ کی نظر میں ان کی تعلیمات قرآن و حدیث کے موافق ہوتیں اور ان کے ذریعے امت کو کوئی فائدہ پہنچتا تو آپ شرمندہ ہونے کے بجائے سینہ تان کر کہتے کہ تبلیغی جماعت کے قیام کا مقصد اگر ان کی تعلیمات کو عام کرنا ہے تو اس میں برائی کیا ہے لہٰذا اب آپ واضح طور پر اس جلسہ کے حاضرین کو مطمئن کیجئے کہ ملفوظات کے مرتب پر آپ کو اعتماد کیوں نہیں ہے اور تھانوی صاحب کی تعلیمات میں کیا برائی ہے کہ آپ ان کی اشاعت کو تبلیغی جماعت کا مقصد بنانے سے گریز کر رہے ہیں۔ واضح رہے کہ ان کی تعلیمات کی برائیاں بیان کرنے سے اگر آپ نے گریز کیا تو میں ضرور ان گمراہ کن اور کافرانہ تعلیمات کا سارا دفتر کھول کر رکھ دوں گا اور آپ شرم سے پانی پانی ہو جائیں گے علامہ صاحب کے ان سوالوں کے جواب دینے کے بجائے انہوں نے تھانوی صاحب کے فضائل و مناقب بیان کرنے شروع کر دیے جب وہ اپنی بات کر چکے تو حضرت علامہ صاحب نے فرمایا کہ جب تھانوی صاحب اتنے فضائل و مناقب کے جامع ہیں تو ان کی تعلیمات کی اشاعت کے سوال پر آپ اتنی خفت (شرمندگی) کیوں محسوس کر رہے ہیں؟ اتنے بڑے بزرگ کی تعلیمات کو تو ڈنکے کی چوٹ پر پھیلانے کی ضرورت ہے اس کے بعد علامہ نے ان کی گمراہ کن اور کافرانہ تعلیمات کے دفتر کھولنے شروع کر دیے اور ان کے رسالہ الامداد ص ۳۵ سے لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا و نبینا اشرف علی (معاذ اللہ) پر مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کے اپنے مرید و شاگرد کے بارے میں تسلی بخش کلمات تحسین کی تشریح فرمائی تو ڈی۔ ایس۔ پی صاحب کھڑے ہو گئے اور انہوں نے کہا کہ دونوں طرف کی گفتگو سننے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تبلیغی جماعت سے سنی بریلوی علماء کی علیحدگی مضبوط بنیادوں پر ہے اور

انہیں قطعاً حق پہنچتا ہے کہ خود بھی تبلیغی جماعت سے علیحدہ رہیں اور اپنے عوام کو بھی علیحدہ رہنے کی تلقین فرمائیں اس کے بعد انہوں نے مناظرے کے اختتام کا اعلان کر دیا، جاتے ہوئے جب علامہ صاحب کی ڈی۔ایس۔ پی صاحب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے گرم جوشی کے ساتھ کہا کہ آپ نے اپنی پوری جماعت کی وکالت کا حق ادا کر دیا۔اس طرح حضرت علامہ نے یہ مناظرہ بھی فتح فرمایا۔

چوتھا مناظرہ:

حضرت علامہ موصوف نے چوتھا مناظرہ مقام بولیامند سور راجستھان میں مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی کتاب "حفظ الایمان" کی کفریہ عبارت پر فرمایا تھا یہ مناظرہ سامعین مناظرہ کے لیے بڑی دلچسپی کا باعث تو تھا ہی اور اس مناظرہ کی رپورٹ پڑھنے اور سننے والوں کے لیے بھی نہایت دلچسپ ہوگی اس لیے میں اس مناظرہ کی رپورٹ بیان کرنا نہایت ضروری سمجھتا ہوں اس مناظرہ میں بھی دیوبندیوں کے مناظر وہی مولوی ارشاد احمد دیوبندی تھے جن کی بڑی اچھی مرمت و خاطر مدارت تیسرے مناظرے میں حضرت علامہ موصوف نے فرمائی تھی آج پھر بے حیائی کے ساتھ مناظرہ کرنے آ گئے تھے۔فارسی کا بہت مشہور مقولہ ہے کہ " بے حیاء باش ہر چہ خواہی کن" (بے حیا و بے شرم ہو جا اور جو چاہے کر) اور صدر جلسہ مولوی نور محمد ٹانڈوی تھے جبکہ اہل سنت کی طرف سے صدارت کے فرائض مجاہد ملت حضرت علامہ محمد حبیب الرحمٰن صاحب علیہ الرحمۃ والرضوان نے انجام دیئے۔اس مناظرہ میں وہاں کے ڈسٹرک مجسٹریٹ بذات خود کئی گھنٹے تک موجود رہے موصوف یوپی کے رہنے والے تھے اور انہیں اردو شعر و شاعری سے بھی دلچسپی تھی اس لیے دونوں طرف کی گفتگو وہ نہایت دلچسپی کے ساتھ سن رہے تھے اس مناظرہ میں مولوی ارشاد نے ڈینگ مارتے ہوئے اپنی افتتاحی تقریر میں کہا تھا کہ میں ارشاد ہوں مجھ سے مناظرہ کرنا آسان نہیں ہے حضرت علامہ ارشد القادری صاحب نے جواب دیتے ہوئے فرمایا میں ارشد ہوں اور اظہار فضیلت کے لیے مجھ (لفظ ارشد) سے بڑا کوئی لفظ ہی فن صرف میں آج تک نہ پیدا ہوا نہ ہوگا اس کے جواب میں مولوی ارشاد نے کہا کہ میں (ارشاد) مصدر ہوں اور اسی ارشاد ہی سے تمام مشتقات (وہ الفاظ جو دوسرے لفظ سے) بنتے ہیں میں نہیں ہوتا تو آپ کا نام (ارشد) وجود ہی میں نہیں آتا اس کے جواب میں علامہ صاحب نے طنز کرتے ہوئے فرمایا کہ مصدر کے بارے میں صرفیوں کا یہ قول شاید آپ کو یاد نہیں رہا کہ "المصدر کالمخنث لا یذکر و لا یؤنث" ترجمہ:۔مصدر

مخنث (ہیجڑے) کی طرح ہے وہ نہ مذکر ہوتا ہے اور نہ مؤنث۔ اب آپ خود ہی اپنی حیثیت کا اندازہ لگا لیجے اس کے بعد حضرت علامہ نے فرمایا کہ موقع کی مناسبت سے ایک شعر بھی آپ کی نذر کرتا ہوں اس میں بعض الفاظ انگریزی کے بھی ہیں (واضح رہے کہ انگریزی میں واحد مذکر غائب کی ضمیر "ہی"، "He" اور مونث کی ضمیر "شی"، "She" ہے اب سنئے شعر:۔

مذکر کے لیے ہی مونث کے لیے شی ہے

میرے حضرت مخنث ہیں نہ ہیوں میں نہ شیوں میں

اس شعر پر ایم ڈی صاحب کھلکھلا کر ہنس پڑے اور سارا مجمع باغ و بہار بن گیا لیکن مولوی ارشاد پر ایسی خجالت (شرمندگی) طاری ہوئی کہ اس کا اثر اخیر تک رہا۔ حفظ الایمان کی کفری عبارت پر جو بحث شروع ہوئی تو وہ پسینہ پسینہ ہو گئے۔ حضرت علامہ کے الزامات کا ان کے پاس کوئی معقول جواب نہ تھا رے جب ان کے ماہر مولویوں کے پاس اس کا جواب نہیں تھا تو یہ تو ایک مبلغ ہی ٹھہرے۔ جیسا کہ آپ نے چند سطور پہلے (پہلے مناظرہ میں) ملاحظہ فرمایا کہ حفظ الایمان کی اسی کفری عبارت پر ان کے مانے ہوئے مولوی منظور احمد نعمانی کے استاد مولوی عبداللطیف نعمانی سے اس کا جواب نہ بن پڑا تھا تو یہ کیا جواب دیں گے بہر کیف جب وہ بالکل تنگ آ گئے اور حضرت علامہ نے ان کا ناطقہ بند (بولنے کی طاقت یا لاجواب) کر دیا تو کہنے لگے حفظ الایمان کی عبارت تو بالکل بے غبار ہے۔ آپ کے اعلیٰ حضرت نے زبردستی اس کے اندر کفر کے معنی پیدا کیے ہیں اگر وہ عبارت بے غبار نہ ہوتی تو حرمین طیبین کے مفتیان کرام نے اسے صحیح کیوں کہا ہوتا۔ جب وہ اپنی بات ختم کر چکے تو علامہ صاحب کھڑے ہوئے اور للکارتے ہوئے کہا کہ آپ نے حفظ الایمان کے بارے میں علمائے حرمین طیبین کا تذکرہ کر کے مجھے مجبور کر دیا ہے کہ میں آپ کی کتاب "المہند" کے حوالہ سے آپ حضرات کی عیاریوں کا پردہ چاک کر دوں سب سے پہلے آپ یہ بتائیے کہ آپ حضرات کی نظر میں حفظ الایمان کی عبارت بے غبار تھی تو آپ کے اکابر نے علمائے حرمین طیبین کے سامنے حفظ الایمان کی اصل عبارت کیوں پیش نہیں کی اس میں ردو بدل کیوں کر دیا اس وقت میرے ہاتھ میں "حفظ الایمان" بھی ہے اور "المہند" بھی۔ حفظ الایمان کی اصل عبارت یہ ہے۔ (اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو ہر زید و بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی ہے.........حفظ الایمان، ص ۱۳) اور جب حفظ الایمان کی یہ عبارت علمائے حرمین طیبین کے سامنے پیش کرنے کی نوبت آئی تو

اسے یوں بدل کر پیش کیا گیا کہ (اگر بعض علوم غیب مراد ہے تو رسالت مآب ﷺ کی تخصیص نہ رہی کیونکہ بعض غیب کا علم اگرچہ تھوڑا سا ہو زید و عمر بلکہ ہر بچہ و دیوانہ بلکہ جملہ حیوانات و چوپایوں کو بھی حاصل ہے ....المہند) یہ سوچ کر ہر غیرت مند مسلمان کی آنکھوں میں خون اتر آئے گا کہ اگر حفظ الایمان کی اصل عبارت بے غبار تھی تو ہو بہو اسی عبارت کا ترجمہ علمائے حرمین شریفین کے سامنے کیوں نہیں پیش کیا گیا آخر علمائے دیوبند کو کس جرم کے احساس نے مجبور کیا کہ حفظ الایمان کی عبارت میں ردو بدل کر دیا جائے اور تھانوی صاحب کا اصل (ایسا علم غیب) کاٹ کر یہ جعلی فقرہ بعض غیب کا علم رکھ دیا جائے اس ترمیم کے بعد وہ حفظ الایمان کی اصل عبارت ہی نہیں رہی حضرت علامہ موصوف نے حفظ الایمان کی اصل عبارت اور المہند کی بدلی ہوئی عبارت کا مقابلہ کرتے ہوئے گرجدار آواز میں دیوبندی مناظر کو مخاطب فرمایا کہ اگر حفظ الایمان کی اصل عبارت بے غبار تھی تو آپ کے اکابر نے یہ عیاری کیوں کی علمائے حرمین کے سامنے اسے بدل کر کیوں پیش کیا ؟ اس عیاری سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ آپ کے اکابر کو بھی یہ یقین تھا کہ ان کے سامنے اگر حفظ الایمان کی اصل عبارت پیش کر دی گئی تو ہمارا کفر سب پر عیاں ہو جائے گا حضرت علامہ نے آخر میں فرمایا کہ میری تقریر کے بعد مناظرے کا وقت ختم ہو جائے گا اس لیے کل صبح کو آپ پوری تیاری کے ساتھ آیئے گا اور میرے اس الزام کا معقول جواب دیجئے گا کہ آپ کے اکابر نے حفظ الایمان کی عبارت میں یہ عیاری کیوں کی؟ احساس جرم کا اس سے بھی بڑا کوئی ثبوت آپ چاہتے ہوں تو کل کی صبح کا انتظار کیجئے دوسرے دن جب علمائے اہل سنت جلسہ گاہ پہنچے تو دیوبندی اسٹیج خالی تھا معلوم ہوا کہ مقامی حکومت کے سامنے انہوں نے نقض امن کا اندیشہ ظاہر کر کے فرار کا راستہ اختیار کر لیا ہے اسکے سوا اور کوئی چارہ ہی نہیں تھا کافی دیر تک انتظار کے بعد جب وہ لوگ نہیں آئے تو "جلسہ مناظرہ" جلسہ جشن فتح میں تبدیل ہو گیا۔

پانچواں مناظرہ:

حضرت علامہ موصوف نے پانچواں مناظرہ کٹک صوبہ اڑیسہ میں کیا اس مناظرے کی خصوصیت یہ تھی کی دیوبندیوں کے مناظر تین مرتبہ بدلے گئے جبکہ ہر راؤنڈ میں اہل سنت کی طرف سے علامہ صاحب اکیلے مناظر تھے اس مناظرے میں بھی اہل سنت کے صدر مجاہد ملت حضرت مولانا محمد حبیب الرحمن صاحب علیہ الرحمہ ہی تھے پہلے راؤنڈ میں مولوی ارشاد احمد دیوبندیوں کی طرف سے مناظرے کے لیے کھڑے ہوئے

انہوں نے اپنی افتتاحی تقریر میں لفظ "اعلیٰ حضرت" پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ آپ لوگ حضور اکرم کو صرف حضرت کہتے ہیں اور مولانا احمد رضا خاں صاحب کو اعلیٰ حضرت کہتے ہیں اس طرح آپ حضرات نے اپنے مذہبی پیشوا کو حضور سے بھی بڑھا دیا ہے۔ حضرت علامہ نے ان کے اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ آپ کا یہ الزام بالکل غلط ہے کہ ہم حضور اکرم ﷺ کو صرف حضرت کہتے ہیں بلکہ جب بھی ہم حضور ﷺ کا نام لیتے ہیں تو کبھی ہم انہیں سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے القابات سے یاد کرتے ہیں اور کبھی سلطان کونین، امام الانبیاء، سید المرسلین ﷺ کے الفاظ سے موسوم کرتے ہیں جن القابات کے ساتھ ہم حضور پرنور ﷺ کا نام لیتے ہیں ان القابات سے ہم ہرگز امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں صاحب کو موسوم نہیں کرتے یہ آپ کے گستاخ ذہن کی ناپاک جسارت ہے کہ آپ نے لفظ اعلیٰ حضرت کو حضور اکرم ﷺ کے مقابلے میں سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ ہم اعلیٰ حضرت کا لفظ ان کے علمی خانوادے کے درمیان ایک امتیازی لقب کے طور پر استعمال کرتے ہیں اگر آپ حضرات کے نزدیک لفظ اعلیٰ حضرت کا استعمال حضور ﷺ کے مقابلے میں ہے تو آپ سنبھل کر بیٹھ جائیے میں آپ کی متعدد کتابوں کے حوالوں سے آپ کی برادری میں درجنوں اعلیٰ حضرت کی نشاندہی کر رہا ہوں علامہ صاحب نے ان کی کتابوں سے ثابت کیا کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حاجی امداد اللہ صاحب چشتی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی حسین احمد ٹانڈوی، سعودی عرب کے شاہ فیصل اور قاری طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند کے ناموں کے ساتھ کئی جگہ لفظ اعلیٰ حضرت استعمال کیا ہے اور حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اگر قوت ضبط باقی ہو تو اپنی پیشانی کا پسینہ پونچھتے ہوئے اپنے اکابر پرستی کی عبرت ناک داستان سنیے، دیکھئے! یہ میرے ہاتھ میں آپ کے گھر کی مستند کتاب "تذکرۃ الرشید" ہے، جس کے مصنف آپ کے عظیم پیشوا مولوی عاشق الٰہی میرٹھی ہیں اس کتاب کی جلد دوم کے صرف چار صفحے میں انہوں نے اپنے خانوادے کے مرشد اعظم حاجی امداد اللہ صاحب کے لیے گیارہ (۱۱) مرتبہ اعلیٰ حضرت کا لفظ استعمال کیا ہے اور صفحہ ۲۳۷ پر چار جگہ، صفحہ ۲۳۸ پر چار جگہ، صفحہ ۲۳۹ پر ایک جگہ اور صفحہ ۲۴۱ پر دو جگہ اور سنیئے خود مولوی گنگوہی صاحب نے اپنے ایک مکتوب میں جو تذکرۃ الرشید جلد اول کے صفحہ ۱۲۸ پر چھپا ہے اپنے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کو دو جگہ اعلیٰ حضرت لکھا ہے اور جلد اول کے صفحہ ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۶ پر آپ کے حکیم الامت جناب تھانوی صاحب نے خاص اپنے قلم سے حاجی صاحب کو تین جگہ اعلیٰ حضرت تحریر کیا ہے اس کے علاوہ اور کئی حوالے پیش فرمائے جو آپ "سوانح امام احمد رضا" کے پیش لفظ میں

ملاحظہ فرما سکتے ہیں اس کے بعد دیوبندی مناظر مولوی ارشاد احمد کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارے ایک اعلیٰ حضرت کو تو آپ لوگ برداشت نہیں کر سکتے اور اپنے بت خانے میں درجنوں اعلیٰ حضرت آپ حضرات نے سجا رکھے ہیں جب آپ کے یہاں لفظ اعلیٰ حضرت کا استعمال حضور ﷺ کے مقابلے میں رائج ہے تو اب صاف صاف اقرار کر لیجئے کہ آپ حضرات نے اپنے علماء کو اعلیٰ حضرت لکھ کر حضور ﷺ سے بھی بڑھا دیا ہے۔

اس کے بعد جب مولوی ارشاد احمد جواب دینے کے لیے کھڑے ہوئے تو ان پر ایسی آسیبی کیفیت طاری تھی کہ علامہ کے اس الزام کا جواب دینے کے بجائے انہوں نے غیر متعلق باتوں میں اپنا سارا وقت ضائع کر دیا پھر علامہ صاحب نے اپنی باری میں انہیں للکارتے ہوئے فرمایا کہ لفظ اعلیٰ حضرت پر اعتراض کرنے میں تو آپ بہت بہادر تھے لیکن میرے الزامات کا جواب دینے سے آپ اپنی جان کیوں چرا رہے ہیں ابھی تو ہم نے آپ کا وہ دفتر بھی نہیں کھولا جس میں گنگوہی صاحب کے کالے کالے بندوں کو آپ حضرات نے یوسف ثانی لکھا ہے، تھانوی صاحب کی رسالت و نبوت کا کلمہ پڑھتے ہوئے ان پر درود بھیجا ہے، گنگوہی صاحب کی تربت کو طور سے تشبیہ دے کر انہیں مخاطب کرتے ہوئے رَبِّ اَرِنِیْ کہا ہے، مولوی حسین احمد ٹانڈوی کے لباس میں آپ نے خدا کو چلتا پھرتا دیکھا ہے، علامہ صاحب کے ان تابڑ توڑ حملوں سے وہ اتنے بدحواس ہو گئے کہ اب ان میں جواب دینے کی سکت باقی نہیں رہی اور مناظرے کا پہلا راؤنڈ ختم ہو گیا دوسرے راؤنڈ میں مولوی طاہر گیاوی دیوبندی مناظر کی حیثیت سے آئے تو علامہ صاحب نے اپنی افتتاحی تقریر میں تحذیر الناس کے حوالوں سے دعویٰ کیا کہ تحذیر الناس کے مصنف قاسم نانوتوی حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے ہیں حالانکہ لفظ خاتم النبیین قرآن کریم کی آیت کا ایک حصہ ہے۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کے لفظ سے حضور اکرم ﷺ نے اس کی تفسیر فرمائی ہے جس کے معنی آخری نبی کے ہوتے ہیں لیکن نانوتوی صاحب اس کا انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کے لفظ سے حضور کو آخری نبی سمجھنا یہ ناسمجھ لوگوں کا کام ہے۔ (تحذیر الناس، ص ۲۵) (معاذ اللہ) اس ایک جملے میں انہوں نے حضور ﷺ پر ناسمجھ ہونے کا بھی الزام عائد کیا اور لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ کا بھی انکار کیا ایک ساتھ انہوں نے دو کفر کا ارتکاب کیا علامہ صاحب نے دیوبندی مناظر کو للکارتے ہوئے کہا کہ یہ دونوں کفر نانوتوی صاحب کے سر سے آپ اٹھا سکتے ہوں تو اٹھائیے ورنہ اقرار کیجئے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح وہ بھی منکر ختم نبوت ہیں، کافر ہیں، مرتد ہیں۔ اس مناظرے میں دیوبندی کفریات پر اتنی جاندار بحثیں ہوئیں کہ دیوبندی اسٹیج پر سناٹا چھا گیا اگر مناظرے کی روئداد چھپ گئی ہوتی تو دیوبندیوں کے کفر پر بہت بڑی دستاویز

ثابت ہوتی اگر علمائے ہند میں سے کوئی عالم جلیل جو اس مناظرے میں شریک رہے اس کام کو انجام دے دیں تو یہ ایک ان کا بہت بڑا کارنامہ اور سنیت پر احسان عظیم ہوگا۔

وصال مبارک:۔

حافظ ملت علیہ الرحمہ کا نور نظر، علم و فضل کا آفتاب، شریعت و طریقت کا نقیب، محافظ دین مصطفیٰ ﷺ، وارث علوم نبی ﷺ، جذبہ حب رسول ﷺ سے سرشار، برصغیر کے ذرے ذرے کو چمکا کر دنیا اسلام کا یہ ماہ کامل ۷۷ سال کی عمر میں ۱۴ صفر المظفر ۱۴۲۳ھ بروز ہفتہ بمطابق ۲۹، اپریل ۲۰۰۲ء سہ پہر تین بجے غروب ہوگیا۔ نگاہ ظاہری سے ہمیشہ کے لئے روپوش ہوگیا آپ کا مزار جمشید پور میں ہے ہندوستان کے شہر سید پور کے اس عظیم فرزند پر عالم اسلام جس قدر فخر کریں کم ہے اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اپنے پیارے حبیب روؤف الرحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے وطفیل علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کے درجات کو بلند سے بلند تر فرمائے اور ہمیں ان کے نقوش پا پر گامزن رکھتے ہوئے مسلک اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ

مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی عفی عنہ

دار الافتاء دار العلوم امجدیہ، عالمگیر روڈ، کراچی۔

۱ رجب المرجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۸ ستمبر ۲۰۰۲ء

نوٹ:۔

علامہ مولانا ارشد القادری علیہ الرحمہ نے اپنی حیات ظاہری میں "تحریک اتحاد اہلسنت پاکستان" پر بہت شفقت فرمائی۔ حضرت کی شفقت اور مہربانی کا یہ عالم کہ حضرت نے اپنی تمام تصانیف شائع کرنے کی تحریری طور پر "تحریک اتحاد اہلسنت پاکستان" کو اجازت عنایت فرمائی۔ اور پاکستان میں سب سے پہلے حضرت کی سیرت پر کتاب شائع کرنے کی سعادت بھی "تحریک اتحاد اہلسنت پاکستان" کے حصہ میں آئی اور یہ کتاب نبیرۂ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی عطاء المصطفیٰ اعظمی صاحب مدظلہ العالی نے تحریر فرمائی ہے۔